Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق
ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL 4, Issue 4
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com

ڈاکٹرارشد محمود ناشاد
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اُردو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

’’کلیاتِ محسن کاکوروی‘‘ کی اشاعتِ جدید: جائزہ اور محاکمہ

Dr.Arshad Mehmood Nashad
Associate Professor, Department of Urdu, Allama Iqbal Open University, Islamabad

Modern Publication Of "Kuliyat-i Mohsin Kakurvi": Review And Trial

Na’at is a distinguished poetry genre of Urdu literature. It started from the early days of Urdu poetry, but the early Na’at of Urdu could not get a gender identity despite the devotion and respect. Mohsin Kakurvi is the first poet of na’at who gave formal gender identity to na’at. His entire Na’atiya poetry was compiled by his worthy and scholarly son Maulvi Nurul Hasan. This Kulliyat was first published in 1905 after the death of Mohsin Kakurvi. Subsequently, a couple of photocopied editions were published. Despite this, it was always in demand but its availability remained difficult.Recently, a well-known publishing house of Karachi, "Rang-e-Adab Publications" has presented its modern publication, which is compiled by Riaz Nadeem Niazi. The editor has done this work of editing in a very quick and hasty manner due to which the form of Mohsin Kakurvi's poems has been distorted and many mistakes have been added. This article examines this modern publication and examines it by pointing out its errors and changes.

Key-words: Na’at Poetry, Urdu Literature, Mohsin Kakurvi, Noorul Hasan, Riza Nadeem Niazi, Rang e Adab-

اُردو نعت کی تاریخ کئی صدیوں پر پھیلی ہوئی ہے، اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ اُردو میں نعت کا سرمایہ مقدار کے لحاظ سے دوسری اصناف سے کسی طور کم نہیں۔ نور نامہ، شمائل نامہ، معراج نامہ، حلیہ نامہ جیسی موضوعاتی نظموں کے علاوہ معجزاتِ رسول ﷺ اور سیرتِ رسول ﷺ کے حامل سیکڑوں منظوم رسالے اپنی اصل کے اعتبار سے نعت کے صنفی دائرے میں شامل ہیں۔ اس سارے سرمائے کو اگر بہ نگاہِ عمیق دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ اس سرمائے کا بیش تر حصّہ نمودِ فن اور اظہارِ ہنر کی غرض سے تخلیق نہیں ہوا بل کہ اس کی اساس رسولِ کریم ﷺ کی ذاتِ والا صفات سے سچی محبت، احترام، مودّت، عقیدت اور عشق پر اُٹھائی گئی ہے۔ یوں اس نعتیہ شاعری میں عقیدت اور عقیدے کا اظہار تو وفور کے ساتھ ظہور کرتا ہے مگر جذبے کی بیکرانی اور متخیلہ کی بلند پروازی اس میں کم کم نمود کرتی ہے۔ اس نعتیہ سرمائے کے بڑے حصّے کو اگر سیرتِ رسول ﷺ پر لکھی گئی کتابوں کی منظوم صورت قرار دیں تو شاید بے جا نہ ہو گا۔ شعرا نے شرح و بسط اور تفصیل کے ساتھ سیرت کے مختلف واقعات، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شمائلِ مبارکہ

اورآپ کے معجزات کو نظم کرنے کی سعی و کوشش کی ہے۔شعرائے کرام نے واقعاتِ سیرت کو نظم کرتے وقت مستند اور معتبر مآخذ کو سامنے رکھا ہے تاہم کہیں کہیں غیر معتبر روایات، غیر ثقہ تفصیلات اور غیر مصدقہ واقعات ان منظومات میں شامل ہو گئے ہیں،خاص طور پر معراج ناموں، معجزات ناموں اور نور ناموں میں غیر استنادی لوازمہ زیادہ پایا جاتا ہے۔اُردو شاعری کی طویل روایت میں اگرچہ تواتر اور تسلسل کے ساتھ نعت لکھی جاتی رہی مگر کہیں بھی وہ تخلیقی فضا کا حصّہ نہ بن سکی اور اس کی صنفی حیثیت ہمیشہ دبی رہے۔ نعتیہ قصائد کے ذریعے بعض شعرا نے اسے تخلیقی فضا کا حصّہ بنانے کا جتن کیا مگر خیر و برکت کا حصول اور عقیدت واحترام کا اظہار یہاں بھی مقصدِ تخلیق دکھائی دیتا ہے،اس لیے نعتیہ قصیدے ایک تخلیق پارے کے طور پر اپنے وجود کے اظہار سے قاصر رہے۔

انیسویں صدی کے نصفِ آخر میں تہذیبوں کی آویزش اور ٹکراؤ کے نتیجے میں تخلیق کاروں میں اپنے تہذیبی سرمائے کی تحفیظ اور دفاع کا احساس بیدار ہوا۔یوں اعتقاد اور ایقان کی روشنی تخلیقی فضا کا حصّہ بنی۔بہت سارے شعرا اپنی شعری صلاحیتیں حمد و نعت، منقبت اور سلام جیسی مدحیہ اصناف میں صرف کر کے اپنے جذب واحساس اور ایمان وایقان کو اپنی شعری روایت کا حصّہ بنانے میں کامیاب ہوئے۔کرامت علی شہیدی، مولانا کفایت علی کافی، امیر مینائی، مولانا احمد رضا خان بریلوی، مولانا حسن رضا بریلوی، مولانا الطاف حسین حالی اور کئی دوسرے شعرا نے نعت کی تخلیق میں فعالیت کا اظہار کیا اور نعت پہلی بار ایک تخلیقی سر گرمی کے درجے پر فائز ہوئی۔اسی زمانے میں ایک شاعرِ باکمال بانکی چھب اور نرالی وضع کے ساتھ نعت کی اقلیم میں داخل ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے نعت کی تخلیقی فضا دوسری اصنافِ سخن سے چشمک کرنے لگی اور ''سمتِ کاشی سے چلا جانبِ متھرا بادل'' کے تخلیقی وفور، فکری عمق اور تکنیکی وصف نے قلوب واذہان کی دُنیا کو مسخر کر لیا۔یہ شاعرِ خوش نوا اور مخترع تخلیق کار حضرت محسن کاکوروی تھے۔اُردو نعت کی صدیوں پر پھیلی ہوئی روایت میں یہ پہلے تخلیق کار ہیں، جنھوں نے نعت کو ایک ادبی تخلیق اور شعری فن پارہ منوانے میں اپنی فکری اور فنی صلاحیتیں صرف کیں۔قرآن وحدیث سے گہری آشنائی، سیرتِ رسول ﷺ سے کامل واقفیت اور رسولِ گرامی ﷺ کی ذات وصفات سے والہانہ محبت و شیفتگی کے ساتھ ساتھ صنعت وہنر کے وقوف اور شعر وادب کے گہرے عرفان نے حضرت محسن کاکوروی کے کلام کو تجلی زار بنا دیا، جس سے اُن کا عصری منظر نامہ ہی مستنیر نہیں ہوا بلکہ بعد کے زمانے بھی اس کے انوار و تجلیات سے منشعب رہے۔

حضرت محسن کاکوروی اقلیمِ نعت کے وہ خوش قسمت تاجدار ہیں، جنھیں نہ صرف اپنے زمانے میں مسلم الثبوت استاد تسلیم کیا گیا بل کہ بعد کے زمانوں میں بھی ان کا فکر وفن شعر وادب کی محفلوں اور اہلِ نقد کی تحریروں کا موضوع بنا اور نعت گوئی میں ان کی قادر الکلامی، اختراعی صلاحیت اور فنی چابک دستی کا اعتراف اور احترام ہوا۔حضرت محسن کاکوروی کے سرمایۂ سخن کا ایک بڑا حصّہ اُن کی زندگی میں اشاعت آشنا ہو کر مقبولِ عوام وخواص ہوا۔مدیحِ خیر المرسلین، مثنوی چراغِ کعبہ اور سراپائے رسولِ اکرم ﷺ تو متعدد بار شائع ہوئے اور ۱۸۸۹ء میں ان کے پانچ معروف نعت پارے ''سنبلستانِ رحمت'' کے عنوان سے مطبعِ نامی، لکھنؤ کے اہتمام سے شائع ہوئے۔حضرتِ محسن کے کلام کو اہلِ دل نے دل میں جگہ دی اور شعرائے عصر نے اُن کے مختلف قصائد اور کلام پر خمسے اور تضمینیں لکھیں۔حضرتِ محسن کاکوروی کے وصال[۲۴؍اپریل ۱۹۰۵ء] کے بعد اُن کے ہونہار اور لائق فرزند مولوی محمد نور الحسن نے نہایت توجّہ اور محنت سے اُن کا کلیات مرتب کیا جو ''کلیاتِ نعت مولوی محمد محسن'' کے تاریخی نام سے [عنوان سے ۱۳۲۳ھ کے اعداد برآمد ہوتے ہیں۔] نامی پریس، کان پور سے چھپا۔مولوی نور الحسن نیّر کا شمار اپنے وقت کے ممتاز اہلِ علم وفضل میں ہوتا ہے۔ان کا مذاقِ شعری اعلا درجے کا تھا اور وہ لغت، عروض، بیان وبدیع اور دوسرے شعری علوم وفنون سے بہرۂ وافر رکھتے تھے۔انھوں نے کلیات کے آغاز میں ''مختصر حال'' کے عنوان سے جو مبسوط اور وقیع مقدمہ تحریر کیا ہے ،اس میں نہ صرف حضرتِ محسن کاکوروی کے خاندانی حالات بلکہ ان کی زندگی کے اہم ترین واقعات کو نہایت جامعیت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، یہی نہیں بل کہ حضرت محسن کاکوروی کے عادات وخصائل، رنگِ طبیعت، شعر گوئی اور بعض تخلیقات کے پس منظر اور شانِ نزول کا علم اسی مقدمے کے ذریعے ہوتا ہے۔مولوی نور الحسن نے ایک حقیقی مرتب اور سچے محقق کی طرح کلام کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ روایتوں کو ملحوظ رکھ کر کلیات کی تدوین کی ہے۔انھیں کلام کی قدر وقیمت اور اہمیت کا پورا احساس تھا اور اس کے مرتب کرنے میں انھوں نے خاصی محنت کی۔محسن کاکوروی کے اولین ناقد اور محقق کی حیثیت سے انھوں نے کلامِ محسنؔ کے جن خصائص اور امتیازات کی طرف توجہ دلائی ہے،اس سے اُن کے تنقیدی شعور اور فنی بصیرت کا اظہار ہوتا ہے۔بعد کے ناقدین نے اگرچہ محسن کاکوروی کے فکر وفن پر زیادہ تفصیل اور وضاحت کے ساتھ لکھا مگر ان سب کے ہاں مولوی

نورالحسن نیّر کے خوانِ علم سے خوشہ چینی کا رنگ ہویدا ہے۔ مولوی نورالحسن نے کلامِ محسنؔ کے فنی اور فکری امتیازات کو جس طرح اختصار مگر عمدگی کے ساتھ نمایاں کیا ہے، اس کی وضاحت کے لیے ذیل کا اقتباس دیکھیے:

''چوں کہ نعتیہ کلام سے شہرت و عزّت یا شاعرانہ وقعت و دُنیاوی صلے کی خواہش نہیں تھی، اس لیے اُن کی نظم سے خلوصِ عقیدت کا رنگ ٹپکتا ہے۔ گل و بلبل کے پیش پا افتادہ مضامین سے ذہانت اُن کو دُور رکھتی تھی، وہ مضمون نکالتے تھے قرآنِ پاک اور حدیث شریف سے اور اُس کو مذاقِ شاعرانہ میں اس خوش اسلوبی سے کھپاتے تھے کہ سامعین ادب سے سُننے اور درود کے نعرے بلند کرتے ہیں۔ اُن کے قادرالکلام ہونے کا بین ثبوت اور قوی دلیل یہ ہے کہ بیانِ حکایت میں شاعرانہ شوخی حدودِ تہذیب و متانت سے ایک قدم آگے نہیں بڑھتی ہے اور مبالغے کے استعارات صلاحیت کا جوہر اپنے ساتھ لیے رہتے ہیں۔ جہاں کوئی امر مناسبِ موقع ہے اور حدیث شریف میں اُس کی تصریح نہیں ہے تو اُس کو اِس انداز سے لکھتے ہیں کہ پڑھنے والے کو صاف تمیز ہو جاتی ہے کہ اِس قدر مضمون جزوِ حدیث نہیں ہے بل کہ کلام بہ زبانِ حال ہے۔ اُن کی سدابہار طبیعت حسرت و یاس کے مضامین سے الگ رہتی ہے۔ شگفتگیِ طبع اور زندہ دلی کی برقی روشنی ہر بیان میں اپنی چمک دکھاتی ہے۔ مضامین کی بلند پروازی، الفاظ کا شان و شکوہ، بندش کی چستی ان کا خاصۂ طبیعت ہے اور اُس کا یہ نتیجہ ہے کہ مثنوی صبحِ تجلّی و چراغِ کعبہ میں بھی قصائد کا لطف پایا جاتا ہے۔ تشبیب و گریز لکھنا اُن کا حصّہ تھا۔ خاتمہ و مناجات میں وہ طرزِ خاص کے موجد تھے۔ اس میں شُبہ نہیں ہے کہ بہ وجہِ دقتِ مضامین و بلندیِ خیالات و تلمیحاتِ قصہ طلب کے اُن کا کلام کم استعداد حضرات کی سمجھ سے باہر ہے لیکن بندشِ الفاظ کا اثر سمجھو یا قبولیتِ عام کا نتیجہ کہ سخن فہم و نافہم دونوں لطف حاصل کرتے ہیں اور داد دیتے ہیں۔''(۱)

مولوی نورالحسن کا یہ کہنا درست ہے کہ خیالات کی بلندی اور مضامین کی پیچیدگی کے سبب محسن کاکوروی کا کلام کم استعداد لوگوں کی سمجھ اور فہم سے بالاتر ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ انھوں نے کلیات مرتب کرتے وقت مشکل اور ادق مقامات کی وضاحت اور صراحت کے لیے بیش قیمت اور مفید حواشی تحریر کیے اور رعایت کے دام میں پھنسے ہوئے معانی کی وضاحت کی تاکہ قارئین کلامِ محسنؔ سے کماحقہٗ لذت گیر ہو سکیں، اسی طرح انھوں نے احادیث اور آیاتِ کریمہ کی تخریج کر کے شعر کے باطن تک پہنچنے کا راستہ مہیا کیا۔ محسن کاکوروی کے کلام کا معتبر اور مستند ماخذ یہی کلیات ہے اور تحقیق و تنقید اور شعر و ادب کے طلبہ ہمیشہ اسی کلیات سے استفادہ کرتے رہے ہیں۔ افسوس! کہ اہمیت، طلب اور مانگ کے باوجود اس کلیات مناسب اشاعت کا اہتمام نہ کیا جا سکا، اس کی عکسی اشاعتیں ایک دو اداروں نے شائع کیں مگر ان کا دائرۂ اشاعت محدود رہا، یوں ہندوستان پاکستان کی بڑی لائبریریوں اور معتبر اہلِ علم کے ذاتی کتب خانوں میں تو اس کلیات کے نسخے موجود ہیں مگر عام قارئین اور طلبہ کے لیے اس کی حیثیت کم یاب بلکہ نایاب کتاب کی سی ہو گئی ہے۔ انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کی جدید دُنیا کا احسان کہیے کہ اہلِ فن نے کلیاتِ محسنؔ کی پی ڈی ایف ہر ایک کو فراہم اور مہیا کر دی ہے مگر ''یہ وہ جنت ہے جس میں حور نہیں'' کے مصداق ذوقِ مطالعہ کتاب ہی کا متقاضی ہے۔

اہلِ علم و ادب اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ پچھلی ایک دو دہائیوں سے پاکستان اور پاکستان سے باہر مدحیہ اصناف خصوصاً حمد و نعت کے حوالے سے تخلیقی، تنقیدی اور تحقیقی سرگرمیاں عروج پر ہیں۔ حمد و نعت کی تاریخ، ان کے موضوعات، آداب، اسالیب اور اس کے قدیم سرمائے کی تحفیظ و اشاعت کا کام تواتر اور تسلسل کے ساتھ ہونے لگا ہے جو خوش آئند بھی ہے اور ناگزیر بھی۔ حمد و نعت کے سربرآوردہ شعرا کے شعری متون کو صحت و درستی کے ساتھ پیش کرنا ان تحقیقی اور تنقیدی سرگرمیوں کی بقا اور زندگی کے لیے ضروری ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ مختلف اداروں اور افراد کو اس ضرورت کا احساس ہے اور وہ اپنی اپنی استعداد اور صلاحیتوں کے مطابق اس کارِ خیر میں حصّہ ڈال رہے ہیں۔ قدیم شعری متون کی تدوین ایک مشکل اور تھکا دینے والا کام ہے، جو ریاضت، دیدہ ریزی اور دماغ سوزی کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ شوقِ فراواں، ذوقِ سلیم، فنی بصیرت، محنتِ پیہم اور اخلاص و ایثار تدوین و تحقیق کے راستے کی مشکلات کو بڑی حد تک کم کرنے میں معاون ہیں۔ افسوس، صد افسوس! کہ ان اوصاف کے حامل مردانِ کار نہ ہونے کے برابر ہیں اور جو ہیں وہ اس طرف متوجّہ نہیں۔ ''کاتا اور لے دوڑی'' کا چلن عام ہے۔ نام و نمود کی خواہش اور جلبِ زر کی دُھن نے کئی محققین اور مدونین تیار کر کے میدانِ عمل میں اُتار دیے ہیں۔ ان خود ساختہ محققین و مدونین کے ''کارنامے'' زیادہ دیر ان کے لیے عزت و فضیلت کا ذریعہ نہیں بن سکتے اور بہت جلد بازارِ ادب میں ان کی صلاحیت و لیاقت کا بھانڈا پھوٹ جاتا ہے۔ ایسا ہی ایک تدوینی کارنامہ ''کلیاتِ محسن کاکوروی'' کے عنوان سے منظرِ عام پر جلوہ گر ہوا ہے۔ مرتب نے متن کے ساتھ جو سلوک روا رکھا ہے، اس کا محاسبہ

اس لیے ضروری ہے کہ محسن کاکوروی ہمارے نعتیہ ادب کا ایک مستقل موضوع ہیں اور ان کے فکر و فن پر ابھی بہت سا کام ہونا باقی ہے۔ مسخ شدہ متن جہاں طلبہ، محققین ،ناقدین اور قارئین کے لیے گمراہی اور پریشانی کا باعث بن سکتا ہے وہاں شاعر کی مسلمہ حیثیت پر بھی ایک سوالیہ نشان ہے۔

''کلیاتِ محسن کاکوروی'' کی جدید اشاعت کراچی کے معروف طباعتی ادارے رنگِ ادب پبلی کیشنز کے زیرِ اہتمام جنوری ۲۰۲۱ء میں منظرِ عام پر جلوہ گر ہوئی۔ کلیات کی ترتیب و تہذیب کا کام جناب ریاض ندیم نیازی نے انجام دیا ہے۔ انھیں کلیاتِ محسن کی ترتیب و تہذیبِ نو کا خیال کیونکر آیا اور وہ اس مشکل اور صبر آزما کام سے کیسے عہدہ برآ ہوئے؟ اس کی وضاحت انھوں نے ''عرضِ مرتب'' میں یوں کی ہے:

—''حال ہی میں بھائی شاعر علی شاعر نے کلّیاتِ محسن کاکوروی کی ترتیب و تہذیبِ نو کا کام مجھے سونپا، جو کہ دقّت طلب، مشکل اور انتہائی توجہ طلب تھا مگر اللہ تبارک و تعالیٰ کے کرمِ خاص اور حضورِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایت سے یہ کام بھی پایۂ تکمیل تک پہنچ گیا ہے۔ غالب گمان ہے کہ کلّیاتِ محسن کاکوروی دُنیائے نعت کو ایک بار پھر سے جگمگا دے گا اور اس کی چکا چوند سے روشنی سے نہ صرف اذہانِ قارئین جلا پائیں گے بلکہ یہ کلّیات قلوبِ مشاہیر و ناقدین کو بھی منوّر رکھے گا۔ ''(۲)

جنابِ مرتب نے یہ وضاحت نہیں فرمائی کہ کلیات کی ترتیب و تہذیبِ نو میں انھوں نے کیا ایسا جادو جگایا ہے جو مولوی نور الحسن نیّر کے مرتبہ کلیات سے اسے مختلف کرتا ہے؟ اس امر کی وضاحت بھی انھوں نے نہیں کی کہ کلیات کی یہ اشاعتِ نو کن خصائص کی بدولت دُنیائے نعت کو پھر سے جگمگا دے گی، اس کی چکا چوند سے اذہانِ قارئین جلا پائیں گے اور قلوبِ مشاہیر و ناقدین منوّر ہو جائیں گے؟ اس میں تو کچھ کلام نہیں کہ محسن کاکوروی کا کلام اہلِ دل کے لیے ہمیشہ سرمۂ بصیرت رہے گا اور وابستگانِ رسولِ کریم ﷺ اس سے دل و نگاہ کو سیراب کرتے رہیں گے تاہم جنابِ مرتب کی اس کوشش کو نہ تو علم و ادب کی خدمت قرار دیا جا سکتا ہے اور نہ اس کی چکا چوند سے نگاہیں خیرہ ہوں گی۔ جنابِ مرتب کے ''حسنِ نیت'' کے بارے میں تو کچھ کہنا مشکل ہے تاہم اُن کے ''حسنِ عمل'' نے حضرت محسن کاکوروی کے کلیات کی صورت مسخ کر دی ہے۔ جا بہ جا لفظی تحریف سے مضمون کا خون ہی نہیں کیا گیا بلکہ بیسیوں مصرعے جنابِ مرتب کی نارسائی، تساہل کیشی، عجلت پسندی، غفلت اور کم علمی کے باعث دائرۂ وزن سے خارج ہو گئے ہیں۔ کلامِ محسن کے ساتھ اُن کے اس سلوکِ ناروا کے باعث اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ جنابِ مرتب نہ تو آدابِ ترتیب و تہذیب سے واقف ہیں اور نہ اس کے اہل۔ قرآن و حدیث کے گہرے مطالعے، سیرتِ رسول ﷺ سے کامل آشنائی، شعر و ادب کے حقیقی عرفان، عربی اور فارسی زبانوں سے مناسب واقفیت، زبان و بیان کے عمدہ وقوف اور ذوقِ سلیم کے بہرۂ وافر کے بغیر کلیاتِ محسن کو ہاتھ ڈالنا اپنی رسوائی کا سامان کرنے کے مترادف ہے۔ جنابِ مرتب اگر محض اشاعتِ اوّل کی عکسی اشاعت کا اہتمام کر دیتے تو بہت ساری تحسین اُن کا مقدر ہوتی ہے مگر انھوں نے ترتیب و تہذیب کا بارِ گراں اپنے نحیف کندھوں پر اُٹھا کر اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔ نام و نمود کی خواہش دب کر نہیں رہتی وہ ہر جگہ اپنا اظہار کرتی ہے۔ جنابِ مرتب نے تو اس خواہش کا احترام بڑھ چڑھ کر کیا۔ انھوں نے سرورق پر شاعر کا نام لکھنا مناسب خیال نہیں کیا مگر اپنا نام جلی قلم سے سرورق کی زینت بنایا ہے۔ دائیں طرف کے فلیپ پر اپنے مختصر تعارفی خاکے کے ساتھ اعزازات کی فہرست درج کی ہے اور بائیں فلیپ پر اپنے درجن بھر شعری مجموعوں کے عکس چھاپ کر ذوق کی تسکین کا سامان کیا ہے۔ ''مدحِ خود'' کا یہ سفر عرضِ مرتب میں بھی اپنی جھلک دکھاتا ہے اور کلیات کے خاتمے پر بھی ''ریاض ندیم نیازی کا شعری سفر'' کی صورت میں موجود ہے۔ یہی نہیں بلکہ کتاب کا ایک پورا صفحہ فہرست سے قبل مرتب کے سوانحی خاکے اور دینی و سماجی خدمات کے لیے وقف ہے۔

جنابِ مرتب نے نہ صرف یہ کہ تحریفِ لفظی اور اسقاطِ وزن سے متن کو بے وقار اور غیر مستند بنا دیا ہے بلکہ اشاعتِ اوّل کے افادی اور تفہیمی پہلوؤں سے اغماض بھی برتا ہے۔ انھوں نے مولوی نور الحسن کے طویل مقدمے ''احوال'' کی کتر بیونت کر کے اسے ''تعارفِ محسن کاکوروی'' کے عنوان سے چند صفحات میں سمیٹ کر اس کی افادیت کو کم کر دیا ہے۔ مولوی نور الحسن نے بعض منظومات کے تاریخی مادے اور ان منظومات کے شانِ نزول پر تعارفی نوٹ قلم بند کیے تھے، اشاعتِ نو کے مرتب نے انھیں بے کار خیال کرتے ہوئے کلیّات سے خارج کر دیا ہے۔ مثال کے طور پر مولوی نور الحسن نے ''گل دستہ کلامِ رحمت'' کے آغاز میں یہ نوٹ درج کیا تھا:

''یہ قصیدۂ نعتیہ سولہ سال کی عمر میں لکھا تھا، پہلا قصیدہ ہے، نظرِ ثانی سے محروم رہا۔ مولوی محمد احسن مرحوم کی بیاض میں اس کا پتا چلا۔ پُرانی بیاض ہے، کہیں کہیں الفاظ پڑھے نہیں گئے، اس واسطے چند اشعار چھوڑ دیے گئے۔ ''(۳)

اسی طرح سراپائے رسولِ اکرم کی تاریخ شاعر نے "حلیۂ اشرفِ نسلِ انسانی صلی اللہ علیہ وسلم" سے نکالی تھی اور کلیات کی اشاعتِ اوّل میں مولوی نور الحسن نے عنوان کے بعد یہ مادہ تحریر کر کے سالِ تخلیق ۱۲۶۶ھ درج کیا تھا۔ اشاعتِ نو کے مرتب نے اس مادۂ تاریخ کو غیر ضروری سمجھتے ہوئے شاملِ کلیات نہیں کیا البتہ عنوان کے نیچے ۱۲۶۶ھ کی تاریخ درج کر دی۔ اب اگر کوئی "سراپائے رسولِ اکرم" سے ۱۲۶۶ھ کی تاریخ برآمد کرنا چاہے تو ناکام ہو گا کیوں کہ اس تاریخ کا حامل مادہ تو شامل ہی نہیں۔ مثنوی "شفاعت و نجات" کا تاریخی مادہ "اسرارِ معانیِ دردِ عشق" ہے، جس سے سالِ تخلیق ۱۳۱۱ھ برآمد ہوتا ہے؛ یہاں بھی مرتب نے مادہ شامل نہیں کیا اور عنوان کے بعد سالِ تخلیق درج کر کے گمراہی کی صورت خلق کی ہے۔

جنابِ مرتب نے ایک ظلم یہ بھی کیا کہ اشاعتِ اوّل کے قیمتی حواشی اور تعلیقات کو غیر مفید خیال کرتے ہوئے اشاعتِ جدید میں شامل نہیں کیا۔ اہلِ علم سے پوشیدہ نہیں کہ کلامِ محسن کی تفہیم کے لیے حواشی کا التزام کس قدر ضروری ہے۔ مولوی نور الحسن جو اپنے وقت کے ایک ثقہ عالم اور ماہرِ زبان و لغت تھے، انھوں نے کتنی محنت اور سعی و کاوش سے اشاعتِ اوّل میں حواشی تحریر کیے تھے جو بلاشبہ متن کی تفہیم میں حد درجہ معاون ہیں۔ ان قیمتی اور نادر حواشی سے جدید عہد کے قارئین اور طلبہ کو محروم کرنا میرے خیال میں خیانتِ علمی کے مترادف ہے۔

مولوی نور الحسن نے فارسی منظومات، جن کی تعداد نہایت کم ہے، کو کلیات میں شامل کیا تھا۔ اشاعتِ جدید میں ایک فارسی رباعی کے علاوہ فارسی کلام شامل نہیں۔ جنابِ مرتب نے اسی ترنگ میں بعض اُردو منظومات جیسے: مثنوی ترانۂ شوق کی تاریخ، تاریخِ وفات شیخ ضیاء الحسن، تاریخ تبدیلی آر ڈبلیو ایس اکمن جج مین پوری اور چشمداشت دعائے مقبول (ان شاء اللہ) کو بھی بغیر کوئی وجہ بتائے کلیات سے خارج کر دیا ہے۔ کہیں کہیں اشعار کی ترتیب میں تصرف کو بھی روا رکھا گیا ہے۔ جنابِ مرتب نے کلیات کی ضخامت بڑھانے کے لیے حضرتِ محسن کاکوروی کے فکر و فن پر لکھے گئے مضامین کو کلیات میں شامل کر دیا ہے۔ مضامین کا یہ سلسلہ ص ۴۲۹ سے آغاز ہو کر ۶۰۷ تک پھیلتا چلا گیا ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اس حصے کے گیارہ مضامین میں سے نو مضامین جناب صبیح رحمانی کی کتاب "کلامِ محسن کاکوروی: ادبی و فکری جہات" سے لیے گئے ہیں جو اکادمی بازیافت، کراچی نے جولائی ۲۰۱۸ء میں شائع کی ہے۔ جنابِ مرتب نے بھلے سیّد صبیح رحمانی کی اجازت سے یہ مضامین حاصل کیے ہوں، کلیات میں ان کی شمولیت کا جواز نہیں بنتا۔(۴)

اب ذیل میں جنابِ مرتب کے پیش کردہ متن کا تقابل کلیاتِ محسن مرتبہ مولوی نور الحسن سے کرتے ہوئے تحریف و تصرفِ لفظی اور ساقط الوزن مصاریع کی نشان دہی کی جاتی ہے۔

تحریف و تصرفِ لفظی:

☆ کہ فرشتے ہیں اُٹھاتے مرے در کی چلمن — ص: ۳۱

اشاعتِ اوّل میں "اُٹھاتے" کی جگہ "اُٹھائے" ہے۔

☆ گوچہ آئینہ بنا چرخ پہ مہرِ روشن — ص: ۳۳

اشاعتِ اوّل کا "گرچہ" اشاعتِ نو میں "گوچہ" بن گیا۔

☆ کاغذِ عشق ہے اِک سبز چمن کا تختا — ص: ۴۱

کاغذِ مشق کو جنابِ مرتب نے کاغذِ عشق بنا کر مضمون کا خون کیا ہے۔

☆ کیسی تصویر کہ سب جلِ عُلا کہتے ہیں — ص: ۴۴

مرتب نے "جل وعلا" کو مرکبِ اضافی بنا کر بے معنی کر دیا ہے۔

☆ قطرہ بگریست کہ از بحر جدا لیم ہمہ — ص: ۴۹

"جدا ایم" کو "جدا لیم" بنا کر مرتب نے معنی گم کر دیے ہیں۔

☆ بحر و بر قطرہ بخندید کہ مانیم ہمہ ص:۴۹

درست صورت ''مائیم'' تھی، جسے مرتب کے ذوقِ سخن نے ''مانیم'' بنادیا۔

☆ خواب میں بھی جو وہ زہرا سے جبیں پیش آئے ص:۵۲

''زہرہ''محبت کی دیوی ہے،اگلے مصرعے میں مشتری اور زحل آئے ہیں مگر جنابِ مرتب نے اسے ''زہرا''بنادیا گیااور حرفِ تشبیہ سی کو سے میں بدل دیا۔اب اگر اس مصرعے سے کوئی مفہوم نکلتا بھی ہے تو منشائے مصنف سے کہیں دُور ہی ہو گا۔

☆ آنکھ پڑ جائے اگر جانبِ امت سر ہو ص:۵۴

''سر ہو''تحریفِ مرتب ہے۔اصل میں ہر سو ہے۔

☆ نخل بادام دہ بنی ہے لبِ کوثر پر ص:۵۷

اسمِ اشارہ ''وہ'' کو ''دہ'' بنا کر مفہوم کو غتر بود کر دیا گیا۔

☆ کوئی تدبیر تو پڑھنے کے بجا ہی نہ رہی ص:۵۸

مرتب نے '' پڑھنے کی تدبیر''کو''پڑھنے کے تدبیر'' خیال کیا ہے۔

☆ نامہ ملفوف لبوں میں ہے بطرزِ ونخواہ ص:۶۰

''دل خواہ''اشاعتِ اوّل میں کاتب نے ملا کر لکھا تھا، جسے جنابِ مرتب نے ''ونخواہ''پڑھا۔سبحان اللہ۔

☆ پہنچے ہیں حقہ و گوہر کے جگر تک دنداں ص:۶۱

مرتب نے ''حقہ گوہر'' کو ''حقہ و گوہر'' بنا کر مفہوم الجھادیا ہے۔

☆ ہے تجھے کس لیے اے خامۂ ایجاد و اُلجھن ص:۶۵

ایجاد کے بعد '' و'' کا اضافہ جنابِ مرتب کی کرشمہ کاری ہے۔

☆ ہوا میں ناتواں سُن کر صدائے پائے دلبر کو ص:۷۶

اصل میں ''موا'' تھا جسے مرتب نے ''ہوا'' سے بدل دیا ہے۔

☆ لکھا سو جاں سے دیباچہ گلستاں کے سویدا پر ص:۷۷

''گلستاں کا دیباچہ''جنابِ مرتب کی کم فہمی کے باعث ''گلستاں کے دیباچہ''بن گیا۔

☆ نکالی چیستاں چوٹی کے گیسوئے مسلسل سے ص:۷۷

'' چوٹی کی چیستاں'' کو''چوٹی کے چیستاں'' بنا کر مصرعے کی صورت مسخ کر دی ہے۔

☆ سرِ تاکید منظورِ خدا ہے لام کاکل سے ص:۸۰

''کاکل''کے ''کا''اور'' کل''میں بُعد تو شاید کمپوزر کا سہو ہو مگر '' کل'' کے کاف کو مضموم بنانا تو سراسر جنابِ مرتب کا کمال ہے۔

☆ بیاں گھٹ جانے میں اس کے احد ہوتا ہے احمد کا ص:۸۱

اصل میں بیاں کے بجائے ''یہاں'' ہے۔

☆ نہ کھولے آنکھ گر چھینٹا نہ دیں آبِ زمرد کا ص:۸۲

جنابِ مرتب نے ''اگر'' کے الفِ وصل کو گرا کر ''گر'' بنادیا۔

☆ وصالِ حق سے باقی ہے وصالِ دائمی اس کی — ص:۸۲

اصل کلیات میں ’’ اس کو‘‘ ہے، مرتبِ اشاعتِ نو نے ’’اس کی‘‘ بنادیا۔

☆ صریرِ خامہ سے اس غم میں گرہو مرثیہ خوانی — ص:۸۲

اشاعتِ اوّل میں ’’ہو گر‘‘ ہے جسے اشاعتِ نو میں ’’ گرہو‘‘ کر کے تحریف کی گئی ہے۔

☆ قلم کو بے گماں بازو ملے اللہ کے مد کا — ص:۸۲

’’ید‘‘ کو جنابِ مرتب نے شاید مہمل خیال کرتے ہوئے ’’مد‘‘ میں تبدیل کر دیا۔

☆ عجب مضموں کھپا اس بیت میں آوردِ آمد کا — ص:۸۴

’’آوردِ آمد‘‘ کی ترکیب کرشمۂ جہالت ہے، اصل میں یہ مرکبِ عطفی تھا۔

☆ میسر ایک جلوہ میں مجھے لطفِ دوبالا ہو — ص:۸۵

اشاعتِ اوّل میں جلوہ امالے کی صورت میں ہے اور وہی درست ہے۔

☆ لگایا قدِ آدم آئینہ اس میں ترے قد کا — ص:۸۶

اصل میں ’’ اس میں آئینہ‘‘ تھا جسے ’’آئینہ اس میں‘‘ کر کے تبدیلی کی گئی ہے۔

☆ قضائے تنگ میدانِ قلم میں نقطہ وخط سے — ص:۸۷

جنابِ مرتب کی نگاہِ دُوررس نے ’’فضائے تنگ‘‘ کو ’’قضائے تنگ‘‘ بناکر معنی ومفہوم کو عمدگی سے اُلجھادیا ہے۔

☆ احد کا غیب میں مورو شہادت میں تو احمد کا — ص:۸۸

’’مورد‘‘ کا ’’مورو‘‘ بن جانا جنابِ مرتب کے کمالات میں سے ہے۔

☆ ہے مشہور ایک ہی بے شک دو چشمی ہائے اشہد کا — ص:۸۸

’’مشہود‘‘ کس بے ساختگی سے ’’مشہور‘‘ بن گیا۔ واہ وا!

☆ محاسب ہو شفاعت تیری جب دیوانِ محشر میں — ص:۸۹

اصل میں ’’جب‘‘ نہیں ’’ گر‘‘ ہے۔

☆ کمندِ دل رہے چھوٹے نہ تیری ڈور کا پھندا — ص:۹۰

اصل میں ’’کمند دل رہے چھوٹی‘‘ تھا جسے جنابِ مرتب نے مناسب خیال نہیں کیا اور ’’چھوٹے‘‘ سے تبدیل کر دیا۔

☆ مجھے سرکار سے خلقت ملے عیشِ مخلّد کا — ص:۹۱

’’خلعت‘‘ کو ’’خلقت‘‘ میں تبدیل کرنا جنابِ مرتب کے افادات میں سے ہے۔

☆ ہو جب تک ہمتِ لشکر کشی فغفور خاقاں میں — ص:۹۶

’’فغفور وخاقاں‘‘ کو جنابِ مرتب نے ایک ہی سمجھا۔

☆ ہو جب تک بر میں دل اور دل میں داور درد میں زاری — ص:۹۶

اصل میں مصرع یوں ہے: ہو جب تک بر میں دل اور دل میں درد اور درد میں زاری

☆ پروانہ نویس شمع کا نور — ص:۱۰۳

جنابِ مرتب نے ''شمعِ کافور'' کو شمع کا نور میں بدل کر تحریف کا ارتکاب کیا۔

☆ بر مطلعِ صبحِ صادق اوستاد ص:۱۰۳

اعراب بالحروف کا زمانہ گزر گیا۔ اشاعتِ نو میں ''اُستاد'' ہونا چاہیے تھا۔

☆ ساعات میں روز وشب کی واللہ ص:۱۰۳

اصل میں ''ساحات'' تھا، جس کے معنی میدان کے ہیں۔

☆ ہر نکتۂ جاں فنزااے ناسوت ص:۱۱٦

اصل میں ''جاں فنزائے'' ہے۔

☆ ہوش اُڑتے ہیں جس سے کاہنوں کے ص:۱۲۲

''جس'' تحریفِ مرتب ہے، اشاعتِ اوّل میں ''جن'' ہے۔

☆ برج شرفِ فریشیاں میں ص۱۲۷

اصل میں ''قریشیاں'' ہے۔

☆ محبوبِ خدا بنیِ مرسل ص:۱۲۷

''نبیِ مرسل'' کو ''بنیِ مرسل'' کر دیا گیا ہے۔

☆ ملا نطق کو خلعتِ سوہنی ص:۱۳۴

اصل میں ''خلعتِ سوسنی'' تھا جسے جنابِ مرتب کے ذوقِ جمال نے ''سوہنی'' کر دیا۔

☆ خفا کر کے محسن نہ پھیریں جناب ص:۱۳۷

☆ فرشتوں سے کہہ دو نہ گھیریں جناب ص:۱۳۷

اصل میں اس مصرعے ردیف ''مجھے'' ہے، معلوم نہیں کہ مرتب کو یہ روایت کہاں سے ہاتھ لگی۔

☆ شفیع'' متاع'' نبی'' کریم ص:۱۳۸

مطاع'' کو متاع لکھا گیا ہے جو سراسر نادرست اور غلط ہے۔

☆ گردشِ جامِ شرابِ ساقی ص:۱۴۰

''شرابے ساقی'' کو اضافت سے ''شرابِ ساقی'' بنا دیا گیا ہے۔

☆ بحرِ اخضر میں تلاطم میں پڑی ہے ہلچل ص:۱۵۰

''تلاطم سے'' کو ''تلاطم میں'' بدل دیا گیا ہے۔

☆ شاہدِ کفر ہے مکھڑے سے اُٹھائے گھونگٹ ص:۱۵۰

''شاہدِ فلک'' کو ''شاہدِ کفر'' بنا دیا گیا ہے۔ حضرتِ محسن ہوتے تو سر پیٹ لیتے۔

☆ ہے یہ اندھیر امچائے ہوئے تاثیرِ زحل ص:۱۵۱

محاورہ ''اندھیر مچانا'' تھا، مرتب نے ''اندھیر امچانا'' کر دیا۔

☆ حرمتِ دخترِ زر میں نظر آتا ہے خلل ص:۱۵۴

''دخترِ رز'' کنایہ ہے شراب کے لیے، معلوم نہیں کہ جنابِ مرتب ''دختر زز میں'' سے کیا سمجھے؟

☆ دل بے تاب کی ادنی سے چمک ہے بجلی ص:۱۵۷

حرفِ تشبیہ ''سی'' کس طرح ''سے'' بن گیا، معلوم نہیں۔

☆ شغل میں چاک گریباں کی ہے جو ہاتھ ہے شل ص:۱۵۹

''کے'' کو ''کی'' بنادیا اور مفہوم کی مطلق پروانہ کی۔

☆ بے نیازی کے ریاحین کے مہکتے جنگل ص:۱۶۲

''ریاحین سے'' کو ''ریاحین کے'' میں بدل دیا گیا ہے۔

☆ وجد میں آکے قلم ہاتھ سے جائے نہ اُچھل ص:۱۶۴

''نکل'' کیسے ''اُچھل'' بنا؟ جنابِ مرتب نے خبر نہیں ہونے دی۔

☆ مبحث جاہ میں اعلیٰ کے ہیں معنٰی ادنی ص:۱۶۵

اصل میں ''معنی'' ہے۔

☆ دمِ مردن یہ اشارہ ہو شفاعت کا تری ص:۱۷۰

جنابِ مرتب کی غفلت اور نادانی میں ''مری'' کی جگہ ''تری'' نے مفہوم و معنی کا خون کیا ہے۔

☆ بہ بحرِ حفیف، بحرِ موّاج ص:۱۷۲

اسمِ اشارہ ''یہ'' کو ''بہ'' میں بدل کر معنی کو الجھا دیا گیا ہے۔

☆ تقریر کے دود میں تسلسل ص:۱۷۳

''دور'' کو ''دود'' بنانا مرتب کا کرشمہ ہے۔

☆ آتا کھلتا ہوا نہ جانا ص:۱۷۷

''آنا'' کو ''آتا'' کر کے صنعتِ تضاد کا خون کر دیا گیا ہے۔

☆ انفاسِ ہوا، رفیق و محرم ص:۱۷۷

''انفاسِ ہوا'' مرتب کی کرشمہ کاری کا نتیجہ ہے۔

☆ نکلا جاتا ہے بحر و بر سے ص:۱۸۵

اصل میں تھا: نکلا جاتا ہے بحر، بَر سے

مرتب نے '' بحر و بر'' بنادیا۔

☆ عملان کرم نے در منثور ص:۱۸۷

''نے'' تحریف ہے ''کے'' کی۔ معنی و مفہوم کا خدا حافظ۔

☆ محبوبِ خدائے انس و جاں کا ص:۱۹۲

''محبوب، خدائے انس و جاں کا'' کو ''محبوبِ خدائے انس و جاں کا'' میں بدل دینا بے بصری اور لاعلمی ہے۔

☆ مقصودِ رموزِ کن فکاں کا ص:۱۹۲

مقصود کو ترکیب کا حصہ بنانا مرتب کا کمال ہے۔ اصل صورت یہ ہے:

مقصود، رموزِ کن فکاں کا

☆ افشائے رموزِ غیب مخبر ص:۱۹۷

''انشائے رموزِ غیب'' کیسے ''افشائے رموزِ غیب'' بنا؟ معلوم نہیں۔

☆ اُٹھیے کہ ہے بابِ فیضِ مفتوح ص:۱۹۹

جنابِ مرتب کو ''بابِ فیضِ مفتوح'' کی داد نہ دینا زیادتی ہو گی۔

☆ کُہسار طرب کے لعلِ احمر ص:۲۰۹

اصل متن میں ''کی'' ہے یعنی کُہسارِ طرب کی لعلِ احمر۔

☆ تتلی نے سمند باوپا کی ص:۲۱۱

''باوپا'' سے مرتب کی کیا مراد ہے، معلوم نہیں۔ اصل مصرع یوں ہے:

تتلی نے سمندِ بادپا کی

☆ ہے جس کے کلام میں بلاغت ص:۲۲۷

اصل میں ''ملاحت'' تھا۔ مرتب نے اسے کیوں ''بلاغت'' کر دیا، معلوم نہیں۔

☆ آیا سرِ چرخ پنج بیں پر ص:۲۲۸

''چرخِ پنجمیں'' جنابِ مرتب کی سعی و کوشش سے ''چرخِ پنج بیں'' بنا، جس پر داد نہ دینا زیادتی ہے۔

☆ موسیٰ وہیں آگ لینے آئے ص:۲۳۱

اشاعتِ اول میں '' وہی آگ'' ہے، مرتب نے ''وہیں'' بنا کر مفہوم کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے؛ سبحان اللہ!

☆ کعبے میں پڑے بتوں کو توڑا ص:۲۳۳

حضرتِ محسن نے ''کعبے میں پڑا بتوں کا توڑا'' کہا تھا، جنابِ مرتب نے اصلاح دے کر مفہوم بدل دیا ہے۔

☆ ہندوی فلک بتوں سے بے زار ص:۲۳۴

اصل میں ''ہندوے فلک'' ہے یعنی زحل۔

☆ خوش ہو کے فضا بہشت پیرا ص:۲۳۹

''قضا'' کو ''فضا'' بنا کر متن میں تحریف کی گئی ہے۔

☆ وارفتۂ خیال جستجو کے ص:۲۴۴

حضرتِ محسن کا ''جست و جُو'' جنابِ مرتب کی توجہ سے ''جستجو'' بن گیا۔

☆ ترا نجد اچھے بنوں کو بگاڑ ص:۲۵۶

''کا'' کی جگہ ''کو'' کر دیا گیا ہے، جس سے مفہوم بدل گیا ہے۔

☆ دہن گو مگو کا ہے اک چیستاں ص:۲۵۹

شاعر نے چیستاں کو مؤنث استعمال کیا تھا، جنابِ مرتب کی توجّہ سے مذکر ہو گیا۔

☆ چہ خوش گفت روشب دلِ اہلِ حال ص:۲۶۰

''دلے''کو''دلِ''بنادیا گیاہے۔

☆ دکھاآج ہے جوکہ دیکھیں گے کل ص:۲۶۰

حرفِ شرط''ہی'' کو فعلِ ناقص''ہے'' سے بدل کر معنی گم کردیے۔

☆ کہ کے کے طرف کردو کادس کے ص:۲۶۲

''کاؤس''کتنی خاموشی سے''کادس''بن گیا۔یہ کرشمۂ مرتب ہے۔

☆ پڑی کوسِ رحلت کی ڈنکے پہ چوٹ ص:۲۶۴

اصل میں مصرع یوں تھا:پڑی کوسِ رحلت کے ڈنکے پہ چوب،تصرفِ ناروانے مفہوم کو غتربود کردیا۔مرتب پہلے مصرعے کا قافیہ ہی دیکھ لیتے۔

☆ ہراِک بزم میں ماتمِ رنگ وبو ص:۲۶۶

اشاعتِ اوّل میں اس مصرعے کی ایک متبادل صورت پیش کی گئی تھی،جسے مرتبِ اشاعتِ جدید نے غیر ضروری خیال کرتے ہوئے درج کرنے سے گریز کیا۔متبادل صورت یہ تھی: ہراِک قلب اِک مرقدِ رنگ وبو

☆ اُڑاتے ہوئے سرپہ مرقد کی دھول ص:۲۶۷

اس مصرعے کی بھی متبادل صورت:اُڑاتے ہوئے دشتِ محشر کی دھول کو جنابِ مرتب نے نظرانداز کردیا۔

☆ کہ ہر جسمِ گل،گل کے ڈھلنے لگا ص:۲۷۱

شاعر نے''گل گل'' کی تکرار سے گلنے کی جس شدت کی طرف اشارہ کیا تھا،جنابِ مرتب نے اضافت کی ہنرکاری سے اسے نابود کردیا۔

☆ جوتھے داؤپر داؤلوٹے ہوئے ص:۲۷۳

اصل میں''داؤں پر داؤں'' تھا جس سے شاعر کے عہد میں اس لفظ کے تلفظ کی شہادت ملتی تھی،مرتب کی اصلاح نے یہ باب بند کردیا۔

☆ ملادخترِ زر کو سورج کا روپ ص:۲۷۳

جنابِ مرتب کی لاعلمی نے''دخترِ رز'' کو''دخترِ زر'' بنادیا۔

☆ یہ شربت بناکر جما قلفیاں ص:۲۷۶

اصل میں''قفلیاں'' تھا اور لکھنؤ میں اسی کا چلن تھا۔

☆ مگر گھاٹ پر اس کے کشتی لگی ص:۲۸۱

حرفِ اضافت''کی'' کی جگہ''کے'' بناکر مرتب نے کشتی کے بجائے گھاٹ کو مرکزِ نگاہ بنادیا ہے۔

☆ ہو جس پہ آتش سلام اور برد ص:۲۸۲

اصل میں''ہوئی''ہے۔

☆ حسینِ کہ روئے خداسوئے اوست ص:۲۸۷

''حسینے''کو ''حسینِ کہ''کردینا فہم ناقص کی مثال ہے۔

☆ حبیبِ کہ سوئے خداروئے اوست ص:۲۸۷

یہاں بھی''حبیبے'' کو''حبیبِ کہ'' بناکر مداومتِ جہالت کا ثبوت دیا ہے۔

☆ نتابد کہ عکسِ فتد از برش ص:۲۸۹

''عکسے''،یعنی ایک عکس کو یہاں بھی ''عکسِ'' لکھا گیا ہے۔

☆ نہ پی کے کہ از مادرِ دوشِ برد ص:۲۹۳

یہاں صرف ''پیکے'' ہی ''پی کے'' نہیں بنا بلکہ '' ازمادر دوش برد'' کو'' ازمادرِ دوشِ برد'' بنا کر معنی گم کر دیے۔

☆ وہ مے جو ہے سر جوشِ دیکِ قبول ص:۲۹۴

اصل میں ''دیگِ قبول'' ہے۔

☆ کہ سب اگلے پچھلے ترے اور بھلے ص:۲۹۵

''بُرے اور بھلے''کا تضاد مرتب کے ذوقِ ناسلیم کی بھینٹ چڑھ گیا۔

☆ خلافت کی تو ہی گرامی خلف ص:۲۹۶

''کو''کہ جگہ ''کی''،تصرفِ مرتب ہے۔

☆ ہوادل سے ممنوع خلقِ رسول ص:۳۰۶

''ممنون''کو ''ممنوع''بنا دینا کرشمہ ٔ مرتب ہے۔

☆ علاشانہ ٗجلِ برہانہ، ص:۳۰۷

اصل صورت یوں تھی: علاشانہ ٗ ،جلّ بُرہانہ ٗ

☆ کہیں عیش نے عیشۃ راضیہ ص:۳۱۶

''فی''کو ''نے''میں بدلا گیا ہے۔عیشۃٍ کا تنوین گم ہے۔

☆ جسے بیچیں رضواں نبے مغبچے ص:۳۱۹

''بنے''غفلت کے باعث ''نبے''بن گیا۔

☆ سخن گو پہ اندازِ موجِ خموش ص:۳۲۱

''بہ انداز''کی خرابی ''پہ انداز'' سے ختم کی گئی ہے۔

☆ ہوئے خضر مقصد برائے وصول ص:۳۲۵

''براہِ وصول''نے ''برائے وصول''کی پوشاک پہن کر معنی بدل دیے۔

☆ تہِ نخل فوارہا سلسبیل ص:۳۳۰

''فوارۂ سلسبیل''،حسنِ نافہمی سے ''فوارہا سلسبیل''بن گیا۔

☆ کوئی ہم دم نے، کوئی محو نے ص:۳۳۱

دوسرا ''نے'' اصل میں ''مے'' ہے۔

☆ کشش مظہرِ خالقِ عزوجل ص:۳۳۶

اشاعتِ اوّل میں مصرع یوں ہے: کشش مظہرِ شاہدِ لم یزل

ساقط الوزن مصاریع:

☆ کون سے آئینہ رُخ پر ہوں میں حیراں ہمہ تن ص:۳۱

درست: آئنہ رُخ

☆ اُس کو بے جا ہے گلستان کا مشبہ کہنا ص:۳۲

درست: گلستاں

☆ کیسے کہیے کہ وہ ہے لالہ رُخ و نسرینِ تن ص:۳۲

''نسریں تن''کو ''نسرینِ تن''کر کے مصرع بے وزن کر دیا۔

☆ کہ لکھا خامہ ٔ قدرت نے بوجوہِ احسن ص:۳۴

درست: ''بہ وجہ ٔ احسن''

☆ للہ الحمد شبِ غم اُٹھایا بستر ص:۳۸

شبِ غم کے بعد ''نے'' تھا جو یہاں موجود نہیں۔

☆ عقد پروین سے لکھے ہم نے معمے کتنے ص:۳۹

درست: پرویں

☆ ہوں آراستہ تصویرِ سخن کے گیسو ص:۴۱

آغازِ مصرع میں حرف ''کہ'' تھا،اس کے بغیر مصرع وزن سے خارج ہو گیا۔

☆ رنگ شنجرف کا بھی اب کوئی ساماں کیجیے ص:۴۲

☆ لالہ زار اپنے سخن کا چمنستاں کیجیے

☆ خضر کو سالکِ آب از پے مرجاں کیجیے

☆ لعل کے واسطے تسخیرِ بدخشاں کیجیے

ردیف ''کیجے'' تھی جو ''کیجیے'' میں بدل کر وزن کی خرابی کا باعث ہوئی۔

☆ اور کاغذ تو ہم نے عجب انداز کیا ص:۴۳

کاغذ کے بعد ''کا'' تھا،جو شامل نہیں ہو سکا۔

☆ کیوں نہ سو جان سے ہو گلزار بہاز معنی ص:۴۳

جان کی جگہ ''جاں'' ہے اور ''بہاز معنی'' کی جگہ ''بہارِ معنی''۔

☆ کیسی تصویر کہ ہے آئینہ پروازِ جہاں ص:۴۴

درست: آئنہ

☆ تیری صورت سے کھلے معنی ما قلّ دول ص:۴۴

درست: قلّ ودَل

☆ اب یہاں آمدِ مضمون ہے کہ وحی'' یوحیٰ ص:۴۸

درست: مضموں

☆ کہہ دے ایمان سے کہ وہ قد ہے الف ایمان کا ص:۴۹

دونوں جگہ ''ایماں'' ہوگا۔

☆ بخششِ حق ہر نہ ہم پر متوجہ کیوں کر ص:۵۰

''ہر'' کی جگہ ''ہو'' ہے۔

☆ اہلِ ایمان کے لیے موئے سرِ شاہِ اُمم ص:۵۱

درست: ایماں

☆ آبرئے دمِ خنجر ہیں مقرر ابرو ص:۵۳

درست: آبروئے

☆ صاف رکھی ہے میزانِ قیامت یک سو ص:۵۴

''ہے'' کی جگہ ''رہے'' ہے۔

☆ طرفہ مضمون ہے مجھے پیشِ نظر ہو آگاہ ص:۵۴

درست: مضموں

☆ منظرِ چشمِ نبی پر بھی ذرا کیجیے نگاہ ص:۵۴

درست: کیجے

☆ ہے زمین کعبۂ ابرو کی بہت مردم خیز ص:۵۶

درست: زمیں

☆ صورتِ چشمہ کوثر ہے لب جان پرور ص:۵۷

درست: جاں

☆ صبح ہو جائے قمر حسن پر گر پھولا ہو ص:۵۸

''پر'' کہ مخفف صورت ''پہ'' سے مصرعے کا وزن درست ہوگا۔ ''پھولا'' بھی تصرف ہے شاعر نے ''بھولا'' کہا تھا۔

☆ آبِ حیوان نہ کہا خضر نے گو چھینٹے دیے ص:۵۹

درست: حیواں

☆ دز پےُ دُرِّ یتیم آیۂ لا تقر نیست ص۶۰

درست: آیۂ لا تقصر

☆ اس لیے حاشیہ لکھا ہے خطِ رنگین کا ص:۶۳

درست: رنگیں

☆ رخ جو ایمان ہے تو اِک جزو ہے یہ ایماں کا ص:۶۳

دونوں جگہ ''ایماں'' ہونا چاہیے۔

☆ ہے نیا حاشیہ یہ منہیہ ہے قرآن کا ص:۶۳

درست: قرآں

☆ جمع خاطر ہو تو یک جا یہ مضامیں کیجیے ص:۶۳

درست: کیجے

☆ دیکھیں تضمین بہت اِک نئی تضمیں کیجیے ص:۶۳

درست: دیکھیں تضمینیں بہت، اِک نئی تضمیں کیجے

☆ غور کیجیے تو یہ تشبیہ نہیں خاطر خواہ ص:۶۸

درست: کیجے

☆ صاف دبے مو ہے نبی کا برِ سیمیں شفّاف ص:۶۹

درست: صاف وبے مو

☆ خط نہیں سینے میں شہنشاہ بحر و بر کے ص:۷۰

درست: شاہنشہِ بحر و بر

☆ وصف میں جس کے سخن دان کا لگا گھٹنے جی ص:۷۲

درست: سخن داں

☆ یہاں ہے واصل و باقیِ نتیجہ ایک ہی مد کا ص:۸۲

باقی کی اضافت مرتب کا کرشمہ ہے، جس سے مصرع وزن سے ساقط ہوا۔

☆ گیا مان اصفہان لوہا مری تیغِ مہند کا ص:۸۷

درست: اصفہاں

☆ کہ فہمِ سرّ وحدت ہے الف ایمان کی ابجد کا ص:۹۱

درست: ایماں

☆ ہو کیوانِ مثل کے مریخ بہرام دلاور ہو ص:۹۲

درست: ہو کیواں مثلِ کے، مریخ بہرام دلاور ہو

☆ بغل میں شیشہ ہو، شیشے میں مے، مے میں شور افگن ص:۹۳

آخری مے کے بعد ”سر میں“ کے الفاظ رہ گئے، جس سے مصرع ساقط الوزن ہو گیا۔

☆ رہے جب تک بکامِ تشنہ کامان رحمت باری ص:۹۴

درست: کاماں

☆ رہے چاندی مرادا کسیریوں ماہِ انور سے ص:۹۵

درست: اکسیریوں میں

☆ دماغِ جان ترے اخلاقِ عالی سے معطر ہو ص:۹۷

درست: جاں

☆ لوحِ زرّیں سورۂ نور ص:۱۰۰

درست: لوحِ زرّیں ہے سورۂ نور

☆ اہلِ مدِ کہکشاں ہے مفرور ص:۱۰۳

درست: اہلِ مد

☆ نظمِ پروین کا قافیہ تنگ ص:۱۰۳

درست: پرویں

☆ سوسن کی زباں پر مناجات ص:۱۰۵

درست: زبان

☆ پھیلی ہوئی ہے بوئے گل چمن میں ص:۱۰۵

''ہے''کا اضافہ مرتب کا ہے، جس سے وزن ساقط ہوا۔

☆ نافرمان ہو رہا ہے چورنگ ص:۱۰۶

درست: نافرماں

☆ آبِ حیوان کی میر بحری ص:۱۱۱

درست: حیواں

☆ مائل بہ زمین ہے عرشِ اعظم ص:۱۲۱

درست: زمیں

☆ اُڑ گیا آئینہ پارا ہو کر ص:۱۴۲

درست: آئنہ

☆ چشمِ خورشید جہاں بین میں ہیں آثار سبل ص:۱۵۱

درست: بیں

☆ شاخ میں کہکشاں کے نکل آئی کونپل ص:۱۵۲

درست: کاہکشاں

☆ کہیں بہتی ہوئی نہرِ لین ونہرِ عسل ص:۱۶۲

درست: نہرِ لبن

☆ مرجعِ روحِ امیں، زیبِ دہِ عرشِ بریں ص:۱۶۳

درست: زیب دہِ عرشِ بریں

☆ شانہ حضرت کا ہے تشدید ولام واللیل ص:۱۶۵

درست: تشدیدِ دولامِ واللیل

☆ بھیگی ہوئی رات ابر سے ص:۱۷۶

درست: آبرو

☆ یا تازہ بسی ہوئی خس تن کی ص ۱۷۸

درست: ختن

☆ سوسن کی زمیں میں بنفشہ ص:۱۸۰

درست: زمین

☆ پڑی نہ سڑک کی کہکشاں ہو ص:۱۸۵

درست: پٹڑی

☆ قرآن شریف کے سورۂ نور ص:۱۸۷

درست: شرف

☆ دکڑی ہوئی ہے چوکڑی گم ص:۱۸۸

درست: ڈکڑی کی ہوئی

☆ اطلس کو کتان بنانے والا ص:۱۹۰

درست: کتاں

☆ نورالقریں والکواکب ص:۱۹۳

درست: نورالقمرین

☆ ایمان کی سند کا نقشِ خاتم ص:۱۹۳

درست: ایماں

☆ عرفان کے نگیں کا اسمِ اعظم ص:۱۹۳

درست: عرفاں

☆ لاہوت مقام و عرش سند ص:۱۹۴

''مسند'' کو ''سند'' بنا دینا مرتب کی کرشمہ کاری ہے۔

☆ شہنشاہِ انبیا محمد ص:۱۹۴

درست: شاہنشہِ انبیا، محمدؐ

☆ دیکھا کہ عجب ماجرا ہے ص:۱۹۷

درست: عجیب

☆ اے عملِ شوق منزلِ ذوق ص:۱۹۹

درست: محملِ شوق

☆ اے امشب و ہر شب شبِ قدر ص:۲۰۰

''شب'' کے ساتھ ضمیرِ متصل ''ت'' تھی، جسے مرتب نے لاعلمی میں نکال دیا۔

☆ اس گھر سے ہوئی یہ مہمانی ص:۲۰۸

درست: میہمانی

☆ جان بخشِ دورِ عالمِ عشق ص:۲۰۹

درست: جاں

☆ وہ مطلعِ اوّلیں،آغاز ص:۲۱۲

درست: وہ مطلعِ اوّلینِ آغاز [مفعول مفاعلن فعولان]

☆ چرچے یہی شیخ وشباب میں ہیں ص:۲۲۳

درست: شاب

☆ ہے جس کی زباں میں فصاحت ص:۲۲۷

درست: زبان

☆ میدان وہ عجیب روپ میں تھا ص:۲۲۶

درست: میداں

☆ قرآن کاورق زبانِ شیریں ص:۲۲۷

درست: قرآں

☆ اور ننگ نشیں عزت وجاہ ص:۲۲۷

درست: اور ننگ نشینِ عزت وجاہ

☆ دل سے شش وپنج کھولنے والا ص:۲۲۸

''کھونے''جنابِ مرتب کی لاعلمی سے'' کھولنے''ہو گیااور مصرع وزن سے خارج۔

☆ قربان ہوئے ہر قدم پہ انجم ص:۲۳۴

درست: قرباں

☆ کرتا تھاجو صرفِ مہمانی ص:۲۳۴

درست: میہمانی

☆ حیرت کے تھے آئینے مقابل ص:۲۳۶

درست: آئنے

☆ تھا نوکِ زباں حالِ رضواں ص:۲۴۰

درست: زبان

☆ یانافرمان ہوا اس چمن میں ص:۲۴۱

درست: نافرماں

☆ اور دیکھ کے وہ ان کے خار و گل کو ص:۲۴۲

''واں''، مرتب کی کج فہمی سے ''وہ ان'' ہوا اور مصرع وزن سے نکل گیا۔

☆ جبرائیل و براق دونوں ٹھہرے ص:۲۴۲

درست: جبریل

☆ ہر لحظہ زباں پر مناجات ص:۲۴۷

درست: زبان

☆ عرفان کے مقام کی کریں سیر ص:۲۴۹

درست: عرفاں

☆ دکھا کوئی نزدیک بین دور بیں ص:۲۶۱

درست: نزدیک بیں

☆ چمن پرور رنگ و بوئے کلّم ص:۲۷۷

''کلّم''، پر تشدید مرتب کی لاعلمی ہے۔ درست کِلَم ہے۔

☆ پے نذر تارِ نظر میں گہر ص:۲۸۴

درست: پئے

☆ تیرا امیر منشی فرشتہ سہی ص:۳۱۰

درست: ترا

☆ چڑھی ہے کمان برق کے تیر کی ص:۳۱۴

درست: کماں

جنابِ مرتب نے اضافت کے غلط استعمال سے بھی جا بہ جا مضحک صورتیں پیدا کر کے قارئین کے لیے گمراہی کا سامان کیا ہے۔ ان سب کا ذکر ایک الگ مضمون کا متقاضی ہے۔ اسی طرح کہیں کہیں انھوں نے اعراب لگا کر بھی اپنی نادانی کا اظہار کیا ہے۔ ان سب صورتوں اور پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ''کلیاتِ محسن کاکوروی'' کی یہ اشاعتِ جدید غیر مستند اور غیر معتبر ہے جو قارئین اور طلبہ کے لیے کسی صورت منفعت رساں نہیں اور اس کو بہ طور ماخذ استعمال کرنا استناد کا خون کرنا ہے۔

حوالہ جات

(۱) ''مختصر حال''، مشمولہ: کلیاتِ نعت مولوی محمد محسن (مرتبہ مولوی نور الحسن)؛ کان پور؛ نامی پریس؛ س ن؛ ص ۲۸،۲۷۔

(۲) ''عرضِ مرتب''، مشمولہ: کلیاتِ محسن کاکوروی؛ کراچی؛ رنگِ ادب پبلی کیشنز؛ ۲۰۲۱ء؛ ص ۱۰۔

(۳) کلیاتِ نعت مولوی محمد محسن (مرتبہ: مولوی نور الحسن): ص ۳۲۔

(۴) کلامِ محسن کاکوروی: ادبی و فکری جہات: سیّد صبیح رحمانی؛ کراچی؛ اکادمی بازیافت؛ جولائی، ۲۰۱۸ء۔